از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 4 اگست، 1964

رام کرسین سنگھ

بنامِ

ڈویژنل فاریسٹ آفیسر

بانکوراڈویژن ودیگراں

(پی بی گجیند رگڈکر، چیف جسٹس، کے این وانچو، ایم ہدایت اللہ، جے سی شاہ اور این راج گوپالا آئینگر جسٹسز)۔

مغربی بنگال اسٹیٹس ایکوزیشن ایکٹ، 1953 (مغربی بنگال ایکٹ 1 سال 1954) جیسا کہ ترمیم شدہ مغربی بنگال ایکٹ (25 سال 1957) کی دفعہ 5(aa) اسٹیٹس- اسٹیٹس کا حصول اور ریاست میں رہنے والی جاگیروں میں ثالثوں کے حقوق ریاستی حکومت کی جانب سے نوٹیفکیشن میں متعین کردہ تاریخ سے تیسرے شخص کو زمینداری کے درختوں کو کاٹنے کا حق دیا گیا ہے۔

درخواست گزار کو مغربی بنگال کے سملہ پال کے زمیندار نے زمینداری کے کچھ جنگلات میں درخت کاٹنے کا حق دیا تھا۔ مغربی بنگال پرائیویٹ فاریسٹ ایکٹ، 1948 کے تحت ان کے خلاف کی گئی کارروائی کی وجہ سے اس حق کے استعمال میں خلل پڑا۔ درخواست گزار نے آئین ہند کے آرٹیکل 226 کے تحت ایک رٹ پٹیشن دائر کی۔ اس دوران مغربی بنگال اسٹیٹس ایکوزیشن ایکٹ 1953 (1954 کا ایکٹ 1) منظور کیا گیا۔ اس ایکٹ میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ ایکٹ کی دفعہ 4 کے تحت نوٹیفکیشن میں بیان کردہ تاریخ سے، ایکٹ کی دفعہ 5 میں بیان کردہ جائیداد اور مفادات ریاستی حکومت کے ماتحت ہوں گے۔ محکمہ جنگلات کے مطابق درخواست گزار کو درخت کاٹنے کا حق قانون کی

دفعہ 5 کے دائرہ کار میں آتا ہے اوراس لیے کلکتہ ہائی کورٹ کے کچھ فیصلے ریاستی حکومت کو تفویض کیے گئے تھے۔اس میں یہ کہا گیا تھا کہ کسی ثالث کی طرف سے کسی تیسرے شخص کو دیے گئے درختوں کو کاٹنے کا حق دفعہ 5 کی شرائط کے اندر نہیں ہے۔اس کے بعد مغربی بنگال کی ریاستی مقنّنہ نے 1957 کا ایکٹ 25 منظور کیا جس کے تحت ایکٹ میں دفعہ 5 (aa) کو شامل کرتے ہوئے یہ اہتمام کیا گیا تھا کہ دفعہ 4 کے تحت نوٹیفکیشن کی اشاعت کے بعد، وقفہ کی تاریخ تک، جنگل میں شامل کسی بھی جاگیر کی تمام زمین، جس میں درختوں یا اس کی پیداوار کے تمام حقوق ہوں گے اور کسی ثالث یا کسی دوسرے شخص کے پاس ہوں گے، کسی بھی عدالت یا ٹربیونل کے کسی بھی فیصلے، ڈگری یا حکم میں اس کے برعکس کچھ بھی شامل ہونے کے باوجود، ریاست کی ذمہ داری ہے .اس ترمیم کے بعد سماعت کے لیے آنے والی درخواست گزار کی رٹ پٹیشن خارج کر دی گئی۔ڈویژن بنچ میں اپیل بھی ناکام ہوگئی۔سپریم کورٹ میں اپیل آئین کے آرٹیکل 133 (1)(c) کے تحت فٹنس سٹیفکیٹ کی بنیاد پر کی گئی تھی۔

غور طلب سوال یہ تھا کہ کیا دفعہ 5 (aa) کی شرائط درختوں کو کاٹنے کا حق دینے کے لئے کافی اور مناسب تھیں جب یہ حق بیچنے والے یا زمیندار کو نہیں بلکہ کسی دوسرے شخص کو دیا گیا تھا جسے مذکورہ ثالث کے ساتھ معاہدے کے تحت دیا گیا تھا۔ دفعہ 5 (aa) میں استعمال ہونے والے الفاظ، جس کی بنیاد پر اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے یہ دلیل دی تھی کہ صرف وہ جگہ ہے جہاں درختوں کا حق زمین کے حق کا ایک لازمی حصہ ہے، جس کا مطلب دفعہ کے سیاق وسباق میں اظہار سے زیادہ کچھ نہیں ہے، اور اس میں ایسی کوئی شرط نہیں ہے کہ حق کا استعمال کیا جائے۔ درختوں کا تعلق زمین کے مالک کا بھی ہونا چاہئے۔

اس کے علاوہ یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ " کسی ثالث یا کسی دوسرے شخص کے پاس موجود" الفاظ کا مطلب یہ ہو کہ ان کا اطلاق صرف ان معاملات پر ہوتا ہے جہاں زمین، درختوں اور پیداوار کا پورا مفاد کسی ایک شخص کے پاس ہوتا ہے، چاہے وہ ثالث ہو یا کوئی اور شخص۔

یہ الفاظ واضح طور پر ان معاملات پر یکساں طور پر لاگو ہوں گے جہاں زمین کسی ثالث کی ملکیت ہے اور درختوں پر یا درختوں کی پیداوار کا حق کسی دوسرے شخص کو ہے۔ اس دفعہ کی تشکیل میں اس کے علاوہ اس حقیقت کو بھی مدنظر رکھنا ضروری نہیں تھا کہ اصل قانون کے تحت کیے گئے بعض فیصلوں پر قابو پانے کے لیے اس میں ترمیم کی گئی تھی۔ [4E-G,5B-D, 5G].

(ii) محض اس حقیقت سے کہ قانون میں اپیل کنندہ جیسے افراد کے مفادات کی تلافی کے لئے کوئی اہتمام نہیں ہے، عدالت یہ نہیں کہہ سکتی کہ ایسا مفاد دفعہ 5(aa) کے اندر نہیں تھا۔ معاوضے کی شق کی عدم موجودگی اس دفعہ کو غیر آئینی بنا سکتی ہے، لیکن یہ دفعہ 5(aa) میں استعمال ہونے والے الفاظ کے واضح عمل کو ختم نہیں کر سکتی ہے۔ آئین میں 17 ویں ترمیم کی منظوری اور 1954 کے مغربی بنگال ایکٹ 1 کو شیڈول 9 میں شامل کرنے کے بعد، اپیل کنندہ کے حقوق کے حصول کے لئے معاوضے کے لئے ایک توضیح کی عدم موجودگی مغربی بنگال ایکٹ یا اس کے تحت حاصل کردہ حصول کو غیر آئینی نہیں بنائے گی۔ [6B:6E]

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار--- دیوانی اپیل نمبری 781 تا 784 سال 1963۔

کلکتہ ہائی کورٹ کے 17 مارچ 1961 کے فیصلے اور حکم کی اپیل بالترتیب 1959 کے اصل احکام نمبری 212، 433، 435 اور 436 سے کی گئی ہے۔

ڈی این مکھرجی، اپیل کنندہ کے لئے (C.A نمبر 781/63 میں)۔

این سی چٹرجی، رام کرشن پال، تارک ناتھ رائے اور ڈی این مکھرجی، درخواست گزاروں کے لیے (C.As نمبر 782-784/63 میں) سی کے دپتری، اٹارنی جنرل، ایس سی بوس اور پی کے بوس، جواب دہندگان نمبر 1 تا 3 C.As) C.A No. 781/63 میں)۔

بی سین، ایس سی بوس اور پی کے بوس جواب دہندگان نمبر 1 تا 3 (C.A No. 782/63 to 783/63 میں) اور جواب دہندگان جواب دہندگان (C.A No.

784/63 میں)۔۔

عدالت کا فیصلہ اِس نے سنایا

آئینگر جسٹس۔ یہ اپیلیں آئین کی دفعہ 133(1)(c) کے تحت ہائی کورٹ کی طرف سے دیے گئے سرٹیفکیٹ کی بنیاد پر ہمارے سامنے ہیں اور ان میں مغربی بنگال اسٹیٹس ایکوزیشن ایکٹ، 1953 (1954 کا مغربی بنگال ایکٹ 1) کی دفعہ 5(aa) کی مناسب تعمیر کا سوال زیرِ غور ہے، جیسا کہ 1957 کے مغربی بنگال ایکٹ 25 میں ترمیم کی گئی ہے۔

ان چار اپیلوں میں متعلقہ حقائق ایک جیسے ہیں اور وہ قانون کے مشترکہ سوال کو اٹھاتے ہیں جس کی نشاندہی ہم پہلے ہی کر چکے ہیں۔ لہذا ان اپیلوں کو نمٹانے کے لئے ان میں سے کسی ایک کے حقائق کا حوالہ دینا کافی ہے۔ ہم سال 1963 کی دیوانی اپیل 781 کو مرتب کرنے کی تجویز پیش کرتے ہیں۔

بانکورا کے کلکٹریٹ میں سملہ پال کے زمیندار نے اپیل کنندہ رام کرسین سنگھ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا اور 3 ستمبر، 1946 کے ایک دستاویز کے ذریعہ، انہیں --/7131/8 روپے کی رقم کی ادائیگی پر زمینداری کے کچھ مخصوص علاقوں میں، زمینداری کے کچھ جنگلات کے درختوں کو کاٹنے کا حق دیا۔ مذکورہ دستاویز کی شرائط کے تحت اپیل کنندہ کو درخت کاٹنے کا یہ حق جس مدت کے دوران دیا گیا تھا وہ 14 اپریل 1955 کو ختم ہونا تھا۔ اپیل گزار نے کٹائی کا کام شروع کیا اور صرف پہلے چند سالوں کے لئے کٹائی کی، لیکن اس کے بعد ریاست کے محکمہ جنگلات کے افسروں نے مغربی بنگال پرائیویٹ فاریسٹ ایکٹ کے تحت انہیں تفویض کردہ اختیارات کے تحت اسے مزید کٹائی سے روکنے کے لئے کارروائی کی۔ 1948ء میں درخواست گزار نے آئین کی دفعہ 226 کے تحت ایک پٹیشن دائر کی جس میں اس کے خلاف جاری کردہ احکامات کو کالعدم قرار دینے کے لیے سرشوریہ کی رٹ قائم کی گئی اور جنگلات کے افسروں کو قبضہ لینے اور ان کے معاہدے کے تحت شامل جنگلات کو کاٹنے اور ٹھکانے لگانے سے روکنے کا حکم

بھی جاری کیا گیا۔ جب یہ عرضی دائر کی گئی تب تک مغربی بنگال اسٹیٹس ایکوزیشن ایکٹ، 1953 (Act I سال 1954) (جو اس کے بعد ایکٹ کے طور پر جانا جاتا ہے) منظور کیا جا چکا تھا اور اس درخواست پر جو جوابی حلف نامہ داخل کیا گیا تھا اس میں اس کی دفعات پر بھروسہ کیا گیا تھا کہ زمیندار کی "جائیداد" جس میں جنگل واقع ہے اور اس میں درختوں کے تمام حقوق ہیں، ریاستی حکومت کی جانب سے دفعہ 4 کے تحت جاری کردہ نوٹیفکیشن کی وجہ سے قانون کی دفعہ 5 کے تحت ریاست کو جو بھی تعلق رکھتا ہے، اس نے ریاست کو تفویض کیا تھا۔ جب تک رٹ پٹیشن کی سماعت ہوئی، مغربی بنگال کی مقنّنہ نے کلکتہ ہائی کورٹ کے کچھ فیصلوں کے پیش نظر یہ کہا تھا کہ قانون کی دفعہ 5 کی شرائط جو حکومت کے پاس جائیداد یا جائیداد میں دلچسپی کی وضاحت کرتی ہیں، میں جنگل میں درخت کاٹنے کا حق شامل نہیں ہے جو مالک یا ثالث کے ذریعہ کسی تیسرے شخص کو دیا گیا تھا۔ الیکشن کی تاریخ سے پہلے مذکورہ دفعہ میں ترمیم کرتے ہوئے دفعہ 5(aa) متعارف کرائی گئی تاکہ بنیادی ایکٹ کے آغاز کی تاریخ سے سابقہ طور پر اثر پڑے۔ دفعہ 5(aa) میں کہا گیا ہے:

"(5) دفعہ 4 کے تحت نوٹیفکیشن کی اشاعت کے بعد جنگل میں موجود کسی بھی جاگیر کی تمام زمینوں اور اس میں موجود درختوں یا اس کی پیداوار اور کسی ثالث یا کسی دوسرے شخص کے پاس موجود تمام حقوق ہوں گے، چاہے اس کے برعکس کسی بھی فیصلے میں کچھ بھی ہو، کسی بھی عدالت یا ٹریبونل کا فیصلہ، حکم یا ڈگری، ریاست کے ماتحت ہے"؛
اس ترمیم کو عدالت کے علم میں لانے کے بعد درخواست گزار کو اپنی رٹ پٹیشن میں ترمیم کی اجازت دی گئی جس میں مذکورہ دفعہ کی تعمیر کے حوالے سے الزامات (a) اور (b) اس کے آئینی جواز کا اضافہ کیا گیا۔ اس کے بعد یہ درخواست دسمبر 1958 میں سماعت کے لیے آئی اور فاضل سنگل جج نے 24 دسمبر 1958 کے اپنے فیصلے کے ذریعے اسی نکتے پر اپنے کچھ سابقہ فیصلوں کی پیروی کرتے ہوئے اس اصول کو خارج کر دیا۔ رجسٹری شدہ کے تحت ڈویژن بنچ میں دائر کی گئی اپیل بھی خارج کر دی گئی لیکن فاضل ججوں نے آرٹیکل

133 (1) (c) کے تحت سڑیفکیٹ جاری کیا اور اسی طرح اپیل ہمارے سامنے ہے۔

پہلا اور ممکنہ طور پر واحد سوال جس پر اب غور کرنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ کیا دفعہ 5(aa) کی شرائط درختوں کو کاٹنے کا حق دینے کے لئے کافی اور مناسب ہیں، جب یہ حق بیچنے والے یا زمیندار کو نہیں بلکہ کسی دوسرے شخص کو دیا گیا تھا جسے مذکورہ ثالث کے ساتھ معاہدے کے تحت دیا گیا تھا۔ درخواست گزار کے فاضل وکیل مسٹر چٹر جی نے ہمیں جو دلیل دی تھی وہ یہ تھی کہ یہ صرف وہ زمین یا دیگر حقوق ہیں جو کسی ثالث کے پاس ہیں اور یہ شق (aa) ان معاملوں سے متعلق نہیں ہے جہاں درختوں کا حق زمین کے حق سے الگ کر دیا گیا تھا اور پیدائش کی تاریخ کو کسی تیسرے شخص کا تھا۔ اس مقصد کے لئے فاضل وکیل نے شق کی دو خصوصیات پر زور دیا۔ پہلا لفظ " کے ساتھ مل کر " اور دوسرا لفظ " کا استعمال" کسی ثالث یا کسی دوسرے شخص کے ذریعہ پکڑا گیا تھا"۔ سب سے پہلے تو یہ کہا گیا کہ جہاں درختوں کا حق زمین کے حق کا لازمی جزو ہے، وہاں زمین کے حق کا ایک لازمی حصہ ہے اور جہاں ان دونوں حقوق کو ختم کر دیا گیا ہے، وہاں صرف زمین ہی ثالث کے پاس رہ گئی ہے اور درختوں کا حق نہیں۔ ہم اس دلیل کو قبول کرنے سے قاصر ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ "ایک ساتھ " کا لفظ واضح طور پر زمین اور مشترکہ ملکیت کے ذریعہ درختوں کو کاٹنے کے حق کے درمیان یکسانیت کی ضرورت کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال نہیں کیا جاتا ہے بلکہ صرف جائیداد کی اشیاء کی گنتی کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جو ریاست کے پاس ہیں۔ سیاق وسباق میں، اس لفظ کا مطلب "اور ساتھ ہی" سے زیادہ نہیں ہے اور اس میں ایسی کوئی شرط نہیں ہے کہ درختوں کا حق بھی زمین کے مالک کا ہونا چاہئے۔ یہاں یہ بات بھی شامل کی جاسکتی ہے کہ اس کے بعد آنے والے الفاظ اس بات پر بھی زور دیتے ہیں جن کی ہم نے ابھی نشاندہی کی ہے، کیونکہ اگر ان الفاظ کو "یا" کے امتزاج کے پیش نظر غیر منصفانہ طور پر پڑھا جائے تو یہ الفاظ اس بات کی نشاندہی کریں گے کہ نہ صرف جائداد میں زمین اور درختوں کا حق بلکہ ان سے آزادانہ طور پر زمین پر درختوں کی پیداوار کا حق بھی حاصل ہو جائیگا۔

ریاست ان الفاظ کے آگے آتے ہوئے "اور ایک ثالث کے پاس موجود""
فاضل وکیل یہ دلیل پیش نہیں کر سکے کہ اس شق پر عمل درآمد کو راغب کرنے کے لیے زمین اور درختوں پر حق دونوں کو ثالث کے پاس ہونا چاہیے، کیونکہ 'ثالث' کے الفاظ کی پیروی ' کوئی دوسرا شخص' کرتا ہے۔ظاہر ہے، وہ دوسرا شخص یعنی ثالث کے علاوہ کوئی اور شخص، زمین پر حق، درختوں پر حق یا پیداوار پر حق حاصل کر سکتا ہے . لہٰذا مقنّنہ اس لفظ کے استعمال سے درخواست گزار جیسے شخص کا ارادہ کر سکتی تھی جس کا ان زمینوں پر کوئی حق نہیں ہو سکتا جو ثالث کے قبضے میں ہیں لیکن اس زمین کے درختوں پر ان کا حق ہے۔اس کے علاوہ،" کسی ثالث یا کسی دوسرے شخص کے پاس موجود" کے الفاظ کو پڑھنا ممکن نہیں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ صرف ان معاملات پر لاگو ہوتے ہیں جہاں زمین، درختوں اور پیداوار کا پورا مفاد کسی ایک شخص کے پاس ہوتا ہے, چاہے وہ ثالث ہو یا کوئی اور شخص۔یہ الفاظ واضح طور پر ان معاملات پر یکساں طور پر لاگو ہوں گے جہاں زمین کسی ثالث کی ملکیت ہے اور درختوں پر یا درختوں کی پیداوار کا حق کسی دوسرے شخص کو ہے۔

اس کے علاوہ اس معاملے کا ایک اور پہلو بھی ہے جس کا حوالہ بھی دیا جا سکتا ہے۔
دفعہ 5 میں شق (aa) کو شامل کرنے سے نافذ ہونے والی ترمیم کلکتہ ہائی کورٹ کے کچھ فیصلوں کی وجہ سے ضروری تھی جس میں کہا گیا تھا کہ جہاں کسی ثالث نے درختوں کو کاٹنے یا جنگلاتی پیداوار کا حق دیا ہے، وہاں اس طرح دیئے گئے حقوق ایکٹ کی دفعہ 5 کی شق سے متاثر نہیں ہوں گے جیسا کہ ترمیم سے پہلے تھا۔اگر مسٹر چٹرجی کی طرف سے پیش کی گئی دلیل کو قبول کر لیا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ترمیم کا کوئی مقصد حاصل نہیں ہوا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر ترمیم کے الفاظ ان کے سادہ مطالعے سے اس معاملے کو سمجھنے کے لیے ناکافی ہیں تو یہ حقیقت کہ مقنّنہ ہائی کورٹ کے فیصلے پر قابو پانے کا ارادہ رکھتی ہے،کوئی فیصلہ کن بات نہیں ہو سکتی,لیکن اگر جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ الفاظ عام طور پر اس تعمیر کو ظاہر کرتے ہیں،تو یہ صورت حال کہ ترمیم اصل قانون کے تحت دیے گئے کچھ فیصلوں پر قابو پانے کے مقصد سے کی گئی تھی،کوئی غیر متعلقہ عنصر نہیں ہے، مدنظر رکھا جائے۔

مسٹر چٹر جی نے کہا کہ اس قانون کی اسکیم دفعہ 5 کے تحت ریاست کے ذریعہ حاصل کردہ ہر سود کے معاوضے کا اہتمام ہے اور چونکہ قانون میں اپیل کنندہ جیسے افراد کے مفادات کی تلافی کے لئے کوئی اہتمام نہیں ہے، لہذا عدالت کو یہ کہنا چاہئے کہ ایسا دلچسپی دفعہ 5(aa) کے اندر نہیں ہے۔ یقیناً یہ ایک جائز دلیل ہے، اور اگر دفعہ 5(aa) کی تعمیر میں کوئی ابہام ہوتا، تو فاضل وکیل نے جس صورتحال کا حوالہ دیا ہے وہ یقینی طور پر بہت وزن رکھتا۔ لیکن دفعہ 5(aa) کے سادہ الفاظ کے پیش نظر، جن پر ہم پہلے بات کر چکے ہیں، ہمیں اس دلیل کو قبول کرنا ممکن نہیں لگتا۔ معاوضے کی شق کی عدم موجودگی اس دفعہ کو غیر آئینی بنا سکتی ہے، اور یہ درحقیقت ہائی کورٹ کے سامنے پیش کی گئی دلیل تھی اور ایک ایسا معاملہ تھا جس پر ہم فوری طور پر غور کریں گے، لیکن یہ دفعہ 5(aa) میں استعمال کیے گئے الفاظ کے واضح عمل کو ختم نہیں کر سکتا ہے۔

ہائی کورٹ کے سامنے ایک اور نکتہ جس پر زور دیا گیا وہ یہ تھا کہ قانون سازی غیر آئینی تھی کیونکہ اپیل کنندہ کی حیثیت میں ایسے افراد کو معاوضہ دینے کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا تھا جن کے درخت کاٹنے کا حق ریاست کے پاس تھا۔ مسٹر چٹر جی نے نشاندہی کی کہ ہائی کورٹ کے فاضل ججوں نے یہ کہتے ہوئے قانون سازی کے جواز کو برقرار رکھا تھا کہ حقیقت میں معاوضہ فراہم کیا گیا تھا۔ فاضل وکیل نے ہماری توجہ ان شقوں کی طرف مبذول کرائی کہ فاضل ججوں نے ان دفعات کی تعمیر میں غلطی کی ہے اور درحقیقت کوئی معاوضہ فراہم نہیں کیا گیا تھا، لیکن ترمیمی ایکٹ کے آئینی جواز کے بارے میں یہ سوال درحقیقت غور کے قابل نہیں ہے کیونکہ درخواست گزار کے فاضل وکیل نے اس موقف کا مقابلہ نہیں کیا کہ آئین میں 17 ویں ترمیم کے نفاذ کے بعد، اور 1954 کے مغربی بنگال ایکٹ 1 کے شیڈول 9 میں شامل کرنے، اپیل کنندہ کے حقوق کے حصول کے لئے معاوضے کی شق کی عدم موجودگی مغربی بنگال ایکٹ یا اس کے تحت حصول کو غیر آئینی نہیں بنائے گی۔

یہ اپیلیں ناکام ہو جاتی ہیں لیکن کیس کے حالات میں اخراجات کے بارے میں کوئی حکم

نہیں ہوگا۔

اپیلیں خارج کر دی گئیں۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.03.29 15.58
I attest to the accuracy and
integrity of this document